اصلاح قلوب

مصنف : ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
مشیر شرعی برائے مجلس اعلیٰ امور اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : اصلاح قلوب

نام مصنف : ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

صفحات : ۵۴

قیمت :

سن اشاعت :

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

تمہید	۸
مقدمہ	۹
مقصداول : مشارطہ تدبیریں اوررکاوٹیں	۱۱
مدخل	۱۱
اولاً : مشارطہ کا مفہوم	۱۵
ثانیاً : مشارطہ عامہ کے عملی نمونے	۱۵
ثالثا : مشارطہ خاص کے عملی نمونے	۳۰
رابعا : مشارطہ کی عملی رکاوٹیں اوران کا حل	۳۴
انسان کا یہ تصور کے احکامات پر عمل کرنااس کے لئے ممکن نہیں	۳۵
انسان کا یہ تصور کہ اگراس نے شریعت پر عمل کرنا شروع بھی کردیا تواس پر قائم رہنااس کے لئے مشکل ہے	۳۸
مراحل کو طے کرنے کی جلدی اورمشارطہ کے سلسلہ میں بیجا غلو	۳۹
صحبت بد۔ یاغیر معاون صحبت	۴۰
مقصدثانی۔مجاہدہ	۴۲
مدخل	۴۲
اولاً : مجاہدہ کی تعریف ومفہوم	۴۳

ثانیاً : مجاہدہ کی اہمیت	۴۳
ثالثا : آخر ہم کس طرح عملی مجاہدہ کریں	۴۴
(الف) مجاہدہ نفس کے سلسلہ میں قواعد عامہ	۴۴
(ب) مجاہدہ نفس کے سلسلہ میں قواعد خاص	۴۷
خلاصہ	۵۲

اخلاق فاضلہ سے آراستگی کے لئے اس کتاب میں کچھ عملی تدبیریں پیش کی گئی ہیں جو ترک محرمات اور ادائیگی واجبات کا عادی پھر مستحبات کا بتدریج پابند بناتی ہیں ساتھ ہی کچھ خصوصی پابندیوں کا بھی ذکر ہے جو مسلمانوں کی حالت غضبیہ اور کیفیت شہوانیہ اور بسیار گوئی، حرص مال کی شدت، سخت مزاجی جیسی کیفیات کے لئے نافع اور معالج کی حیثیت رکھتی ہیں مزید عملی موانع کو دور کرنے کے لئے کچھ عملی طریقے وتدابیر بھی بتائی گئی ہے اسی طرح کچھ عمومی اور خصوصی ضوابط کا تذکرہ کیا گیا ہے جو عوام کی صحبت بد، بسیار خوابی، بسیار خوری کے سلسلہ میں نفس کو آمادۂ مجاہدہ کرتے ہیں تا کہ انسان کا نفس متوازن ہو جائے اور وہ دنیا وآخرت کی سعادت مندیوں سے بہرہ ور ہو سکے۔

تقدیم

الحمد لله بيده مفاتيح القلوب والصلاة والسلام على سيدنا رسول الله صاحب الحوض المورود وعلى صحبه وآل بيته وأتباعه إلى اليوم الموعود وبعد۔۔

معاشرتی، اسلامی مسائل سے متعلق یہ اٹھارویں سریز ہے اصلاح قلوب کی اس مسافت کو ڈاکٹر صلاح سلطان حفظہ اللہ نے سمیٹنے کی کوشش کی ہے اور اصلاح قلب کے سلسلہ میں ایسی تدبیریں پیش کی ہیں جو دلوں کی گہرائیوں میں اتر کر اثر انداز ہوتی ہیں یہ تدابیر ہوشمند، ہوشیار انسانوں کی رہنمائی کرتی ہیں اور انسان ان عملی تدابیر کو اختیار کر کے قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جس دن سارے جہاں کے رب ذوالجلال کے سامنے ہر ایک کی پیشی ہونی ہے جس دن رب ذوالجلال کے غصہ وغضب کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوگا اور اس وقت اس سمندر کو دلوں کی وہی کشتیاں عبور کرسکتی ہیں جو حرارت ایمانی سے متصف ہو اور کفر وفسق طغیان وعصیان سے محفوظ ہو۔

اخیر میں دعا ہے کہ اے اللہ ہمارے سینوں کو کھول دے اور ہمارے دلوں کو مزکیٰ ومصفی فرما تا کہ تیرے حضور میں اس حال میں پیش ہوں کہ تو ہم سے راضی ہو۔

عبداللہ بن آل خلیفۃ
رئیس المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ
شوال ۱۴۲۹ھ

الحمدالله علاّم الغیوب مصرف القلوب ونشهد أن سیدنا محمداً عبده ورسوله وعلی اله الأبرار وأصحابه الأخیار ومن تبعهم إلی یوم الدین أما بعد۔۔۔

جزءاول میں اصلاح قلوب کے مرحلۂ اولی کے سلسلہ میں بسط وتفصیل سے گفتگو کی گئی تھی اور یہ تھا کہ صبغت اللہ سے مزین ہونے سے قبل خانۂ دل کو پاکیزہ ماسوی اللہ کی آلودگیوں سے مزکیٰ ومصفّٰی کیا جائے اوراس کی واحد سبیل توبہ ہے اوراوراب یہ بحث اگلے دومرحلوں مشارطہ اورمجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے اوران دومراحل کے معاً بعد معاقبہ کا مرحلہ ہے تا کہ اس طرح خواہشات نفسانیہ پرقابو پاسکیں اورامام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاءعلوم الدین میں تطہیر وتخلیہ سے متعلق جن چارعناصرکا تذکرہ فرمایا ہےاس کی تکمیل ہو سکے۔

میں نے اس موضوع کے تجزیاتی ومطالعاتی ومعاشرتی پہلووں کا بھی جائزہ لیا ہے اور چونکہ عبدومعبود کے درمیان تعلق مع اللہ پیدا کرنے کی ضرورت ہےاس لئے مشارطہ سے اس کا آغاز کیا ہےجس میں اپنی ذات کا محاسبہ کرسکے پھرکسی دانا فرزانہ صدیق حمیم کو ہمراز بنائے اور اہل دل داعیوں اورعلماءربانی سے مشورہ لے۔ پھرمیں نے یہ تفصیل بتائی ہے کہ ایک مسلمان دھیرے دھیرے کس طرح اس مشارطہ کوعملی جامہ پہنا سکتا ہے تا کہ اس کے نتیجہ میں زمرۂ اصحاب شمال سے منتقل ہوکرزمرہ اصحاب یمین میں داخل ہوجائے اورمقام مقربین تک پہونچ سکے، پھرمشارطہ کی تکمیل میں جونفسیاتی خارجی روکاوٹیں آتی ہیں اس کا عمل حل پیش کیا ہے پھر مجاہدہ اوراس کی اہمیت پرتفصیلی بحث کی ہےاورمجاہدۂ نفس کی عملی تدبیروں کو بیان کیا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہرقاری گردوپیش کے ماحول میں انقلاب لانے کے لئے اصلاح قلب کی اہمیت کو اسی طرح محسوس کرے گا جس طرح میں محسوس کرتا ہوں اسی طرح اس شخص کے مقاصدبھی پایہ تکمیل کو پہونچیں گے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے مأثم ومعاصی کے تمام علل

وآفات سے پاک وصاف ہو کر پیش ہونا چاہتا ہے اس طرح ہمیں امید ہے کہ اِن شاء اللہ خوشنودی مولا کے ساتھ اعلی علّیین میں جگہ نصیب ہوگی۔

واللہ ولی التوفیق

صلاح الدین سلطان

واشنگٹن ۱۵رشوال ۱۴۲۹

مقصد اول :

مشارطہ عملی تدبیریں اور موجودہ رکاوٹیں

مدخل :

توبہ خانۂ دل کی صفائی کا عمل انجام دیتی ہے اور تعلق مع اللہ کے نئے دریچے کھولتی ہے اور مشارطہ تحلیہ وتزیین کا عمل انجام دیتا ہے اور اس خلا کو پُر کرتا ہے حتی کہ مسلمانوں میں اسلامی وقرآنی رنگ پیدا ہوجاتا ہے جس کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:{صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّ نَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ}(سورۃ البقرۃ :۱۳۸)۔

ترجمہ :اللہ کا رنگ اور کیا خوب ہے اللہ کا رنگ اور ہم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں

مشارطہ، مجاہدہ، محاسبہ، معاقبہ، کے مراحل میں داخلے سے پہلے تمام بھائیوں اور بہنوں کو خیرخوانہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں غور وفکر کریں تا کہ اپنی ہر طرح کی خامی اور کمزوری سے مطلع ہو سکے کیونکہ شیطان انسانوں کو یہ احساس دلاتا رہتا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کررہا ہے خوب کررہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :**{قل هل أنبئكم بالأخسرين أعمالاً الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعاً}**۔

ترجمہ : کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارہ میں کون ہیں؟ جن کی زندگی کی تمام کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اس گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں۔

اور فرعون کی زبانی یوں بیان فرمایا:{مَآ اُرِیْکُمْ اِلَّا مَا اَرٰی وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلاَّ سَبِیْلَ الرَّشَادِ} (سورۂ غافر:۲۹)۔

ترجمہ : فرعون بولا میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ ہی بتلا رہا ہوں۔

بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام تراشی بھی کی :{اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ} (سورۂ غافر:۲۶)۔

ترجمہ : مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی فساد نہ برپا کردے۔

لہذا انسانوں کو اپنے دلوں کی قوت سے واقف ہونا چاہئے تا کہ اسے ترقی دے سکے اور کمزور پہلوؤں پر نظر رہنی چاہئے تا کہ اس کا علاج شافی کر سکے۔

(۱) جہاں تک ان کے مراحل کا تعلق ہے تو سب سے پہلا مرحلہ خلوت مع اللہ ہے یہ بات انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ہر شخص کو خلوت نشینی اختیار کرنی چاہئے، یہ خلوت گھروں کی چہار دیواری میں ہو یا کسی مسجد میں ہو یا پھر مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ہو چاہے جہاں ہو بہر حال اپنے حالات کا جائزہ لیتا رہے اور اپنا محاسبہ کرتا رہے حضرت علیؓ سے منقول ہے : **للمؤمن ثلاث ساعات فساعة يناجي فيها ربه وساعة يرمُّ معاشه وساعة يخلي بين نفسه وبين لذاتها فيما يحل ويجمل** (شرح نہج البلاغۃ ابن میثم البحرانی)۔

ترجمہ : مومن کے لئے تین اوقات ہیں ایک وقت خدائے رحمن کے حضور میں مناجات کے لئے اور ایک اصلاح معاش کے لئے اور ایک وقت لذائذ دنیا اور نفس کے درمیان تخلیہ کے لئے ،لیکن شرط یہ ہے کہ اپنی ذات کے سلسلہ میں مخلص اور صادق ہو، کیونکہ بہادر وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ انصاف کرے۔

عرب کہتے ہیں دو ممنوعات سے دور رہنا چاہئے اور ان دونوں میں ہر ایک دلوں کے لئے

بے حد خطرناک ہے ایک تو ہیچمدانی احساس کمتری اور دوسرا کبر نفس، پہلی حالت میں انسان کو اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں نظر نہیں آتیں اور اپنے کو کسی لائق نہیں سمجھتا اور دوسری حالت میں انسان اپنے کو صاحب فضل وکمال گونا گوں صفات حمیدہ کا جامع سمجھتا ہے اور کبر وعجب نفس کا حامل ہوتا ہے جس کبر کا ایک ذرہ انسان کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیتا ہے **((اللهم احفظنا منه))** لہذا ہر چیز میں اعتدال ومیانہ روی مناسب ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کا خود نگراں ہے لہذا کسی کی بیجا ستائش سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے اپنی حالت سے مطلع رہنا چاہئے لہذا گردوپیش کے لوگوں کے عدم التفات سے اعتماد میں تزلزل پیدا نہ ہونا چاہئے اپنی ذات کے محاکمہ کے سلسلہ میں قرآن وسنت کے اصول کو معیار بنانا چاہئے کیونکہ تمام صفات حمیدہ اور ساری خوبیوں کا یہی معیار ہے لہذا بغیر کسی تنگی اور مبالغہ اور مشقت کے یہ محاکمہ انجام دینا چاہئے اپنی ذات پر ایسا دباؤ نہ بنانا چاہیئے کہ اس دین حنیف کے امتیازات سے اسے خارج کردے۔

دانا فرزانہ دوستوں کو اپنا خیر خواہ سمجھنا چاہئے

اپنی ذات کی حقیقی معرفت کیلئے صدیق حمیم کو خیر خواہ سمجھنا بھی ہے کیونکہ بسا اوقات عام اہل تعلق کو کسی کے مخفی کمزوریوں اور خوبیوں کا علم نہیں ہوتا لیکن جگری دوست کی نگاہ میں یہ سارے پہلو روشن ہوتے ہیں اور اس دوست کو تمہارا زیادہ سے زیادہ خیال ہوسکتا ہے اور تمہارا مخلص اور ہمدرد ہوسکتا ہے اور ایسا ہی دوست تمہارے لئے مثل آئینہ ثابت ہوسکتا ہے جیسا کہ ابوداؤدؒ نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے : **"المؤمن مرآة للمؤمن والمؤمن أخو المؤمن يكف ضيعته ويحوطه من ورائه"** (سنن ابی داؤد، کتاب الأدب باب في النصيحة ۱۲/۲٦۰)۔

ترجمہ : مومن دوسرے مومن کے لئے مثل آئینہ ہے مومن مومن کا بھائی ہے جو اپنے

مومن بھائی کی جائیداد کی اور غائبانہ اس کی حفاظت کرتا ہے تمہیں اپنے دوست سے اپنی خامیوں اور خوبیوں کے سلسلے میں دریافت کرنا چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ صفات حسنہ میں ترقی کی کیا سبیل ہوسکتی ہے اور خامیوں کو دور کرنے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے ایک مثل ہے "**صدیقک من صدقک لا من صدقک**" تمہارا دوست وہ ہے جو تم سے حقیقت بیانی کرے نہ کہ تمہاری ہر بات کی تصدیق کرتا رہے ایسے دوست کی نصیحتوں کو پوری سنجیدگی سے قبول کرو کیونکہ یہ باتیں اور نصیحتیں ایک صاحب بصیرت مخلص دوست سے مل رہی ہیں اور بدترین نصیحت وہدایت وہ ہے جو کسی جاہل اناڑی کینہ ور شخص سے مل رہی ہو۔

ربانی علماء اور مخلص اہل دعوت سے مخلصانہ مشورہ لینا

اگر ضرورت پیش آئے تو اہل دل علماء اور مخلص داعیوں کی پناہ اور سہارا لینا چاہئے لیکن پیش نظر یہ رہے جو شریعت وطریقت کا جامع اور صفتِ بصیرت اور بصارت سے آراستہ علم راسخ اور حکیمانہ دعوت ونصیحت کا حامل ہو انسانوں کے مزاجی بگاڑ کی اصلاح کے سلسلہ میں شفقت زائد بھی رکھتے ہوں اور اس کی بیخ کنی کے لئے دور اندیشانہ تدبیروں کا نشتر بھی چلا سکتے ہوں اور طالب وسالک کی خوبیوں کو ترقی دینے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور ہوں ان کے دل خوف خدا سے معمور ہوں ان کی عقلیں مومنانہ فراست سے متصف ہوں اور ان کا شمار صاحب بصیرت لوگوں میں ہوتا ہو یہ امراض روحانی کے ایسے ماہر ہوں جو خیر کے پہلوؤں کو اجاگر کرسکیں اور چہرہ کی نورانیت وتابانی کی کیفیت کا صحیح صحیح اندازہ کرسکیں راہ تصوف کا رہ نورد کبھی بھی اپنے دل کی کیفیات سے غافل نہیں رہتا اور نہ اپنے ہم مشرب کی خیر خواہی سے اور نہ عالم باعمل کی ارشادات وہدایات سے لاپرواہ۔ ہم آئندہ صفحات میں مشارطہ کا مفہوم اور عملی نمونوں موجودہ رکاوٹوں کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

اولا :مشارطہ کا مفہوم

مشارطہ باب مفاعلت کا مصدر ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ سالک خود اپنی ذات پر کسی فعل کولازم کرے یا کسی شیٔ کو ترک کرنے کا التزام کرے دراصل یہ سالک کے اندرون سے تعلق رکھتا ہے اور بینہ وبین اللہ واجبات ومندوبات کی پابندی اور ترک محرمات ومکروہات کے سلسلہ میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے گویا مشارطہ عند اللہ ایک معاہدہ ہے جس میں بندہ دینی شعائر وعبادات اور اخلاقیات کا تادم مرگ پابندی کرنے کا عہد کرتا ہے۔

ثانیاً :عمومی مشارطہ کے نمونے

مشارطہ عامہ سے مراد کچھ تجاویز وہدایات ہیں ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ اسلامی خصوصیات اور اہل دل اتقیاء کی صفات کا حامل ہوسکیں میں چاہتا ہوں مشارطہ عامہ کا ایک نمونہ پیش کروں جس سے تدریجاً مشارطہ کی وضاحت ہو سکے۔

ا— مسلمان اپنے پروردگار سے عہد کرے اور اپنے اوپر لازم کرے کہ وہ اوقات مستحبہ میں نماز پنجگانہ کی پابندی کرے گا اور ایک بھی نماز مؤخر نہ کرے گا تاکہ اس حدیث پر عمل ہوجائے جو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند سے حضرت معاذ بن حبل سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:"**أوصانی رسول الله ﷺ فقال: لا تشرک بالله شيئا وإن قتلت وحرقت**" (مسندالامام احمد ۶ /۳۱۶)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہے قتل کردیئے جاؤ اور جلا دیئے جاؤ۔

ایک دوسری حدیث امام مسلم اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:"**عن عبد الله عن النبي**

ﷺ قال أفضل الأعمال (أو العمل) الصلاة لوقتها وبر الوالدين" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان افضل الاعمال ۲/ ۶۲)۔

ترجمہ: افضل ترین عمل اپنے وقت پر نماز ہے یا والدین کے ساتھ نیکوکاری ہے۔

۲— جب نفس نماز پنجگانہ کے سلسلہ میں اوقات مستحبہ کا پابند ہوجائے تو پھر مسجد میں نماز کی ادائیگی کی عادت ڈالے تاکہ قرآن کریم کی اس آیت کی تعمیل ہوجائے {اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ} (سورۂ توبہ: ۱۸)۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اسی طرح ایک دوسری آیت یوں آتی ہے: {وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ} (سورۃ البقرۃ: ۴۲)۔

ترجمہ: نماز قائم کیجئے اور زکاۃ ادا کیجئے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیجئے۔

اور امام مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اپنی سند سے یوں روایت کرتے ہیں: "من سرّہ أن يلقى الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادى لهن" (صحیح مسلم کتاب المساجد، باب صلاۃ المساجد: ۵/ ۱۲۸)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جسے اس بات سے مسرت ہو کہ قیامت کے دن حالت اسلام میں اللہ کے حضور میں پیش ہو تو اس چاہئے کہ اذان کے بعد جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے آپ پر یہ لازم کرے کہ مسجد کی حاضری کے ساتھ مسجد کو نماز، اوراد واذکار سے آباد کرنے کی فکر کرے۔

۳— جب مسجد میں نماز باجماعت کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا کردے تو پھر نوافل کا اہتمام کرنے کی فکر کرے کیونکہ امام مسلم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں: "قال رسول الله

وما یزال العبد یتقرب إليّ بالنوافل حتی أحبه"(مسندالامام احمد:۷/۲۶۵)۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ مجھ سے نوافل کے واسطہ سے مسلسل قریب ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔

۴– پھر راتوں میں ذوق عبادت کی حلاوت کے بعد کم از کم ہفتہ میں ایک رات کو تہجد کی نماز ضرور ادا کرے پھر اپنے کو اس کا عادی بنانے کی کوشش کرے اور بالآخر شب بیدار ہوجائے اور اس طرح ایک عام نمازی کی سطح سے بلند ہو کر عبادت گزار ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

{اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ}(سورۃالزمر :۹)۔

ترجمہ : بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں گذارتا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں بتاؤ تو علم والے اور بے علم والے برابر ہو سکتے ہیں؟۔

۵– اسی طرح مسلمان کو اپنے اوپر یہ بھی لازم کرنا چاہئے کہ فرض نماز ہو یا نفل جب دل میں خشیت الٰہی پیدا نہ ہو اور آنکھیں بھر نہ آئے نماز سے نہ نکلیں گے۔ حدیث میں آتا ہے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ہیثمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"عفیان لا تمسهما النار عین یکتب فی جوف اللیل من خشیة االله تبارک وتعالیٰ وعین باتت تحرس فی سبیل االله عز وجل"(مجمع الزوائد للہیثمی، کتاب الجهاد، باب الحرس فی سبیل اللہ ۵/۵۲۴)۔

ترجمہ : دو آنکھیں ایسی ہیں جنھیں جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی ایک آنکھ تو وہ ہے جو رات کی تاریکی میں خشیت الٰہی سے ٹپک پڑے اور دوسری آنکھ وہ ہے جو اللہ کے راستہ میں پاسبانی

کررہی ہو۔

اولاً ہفتہ میں ایک بار یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرے پھر بتدریج شب وروز میں ایک باراس کیفیت کو طاری کرنے کی کوشش کرے پھر کوشش کرے کہ ہرنماز میں اس کی آنکھیں مذامت کے آنسوؤں سے چھلک پڑے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے : **{ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعاً}**(الاسراء:۱۰۹)۔

ترجمہ : وہ اپنی ٹھوریوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گرپڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی اورخشوع وخضوع بڑھا دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے : **{خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا}**(سورۂ مریم:۵۸)۔

ترجمہ : جب اللہ کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی سجدہ کرتے اورروتے گڑگڑاتے تھے۔

۶— جس پرزکوۃ فرض نہ ہوئی ہو پھر اس زکاۃ کی فرضیت عائد ہوجائے اور عذاب آخرت سے خلاصی کا تقاضا،خوشنودی رب کی طلب اور بندگان خدا کی مسرت وشادمانی کا جذبہ بھی اوراس دارفانی اورعالم جاودانی میں اس مال کی فراوانی بھی چاہتا ہوتو پھر اس کو چاہیئے کہ اپنی ذات پرسب سے پہلے یہ لازم کرے کہ ہرطرح کے مال میں زکوۃ نکالے۔

۷— مصرف زکاۃ کےعلاوہ انسان جب انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق قرآن کریم میں آئی ہوئی تشویق وتحریض کی سو سے زائد آیتوں اور بے شماراحادیث نبویہ سے واقف ہوتو پھر ایک سچے مسلمان کو چاہیئے کہ وہ فوراًاپنی ذات کو پابند کرے کہ زکوۃ کے سواہرطرح کے دینی مصارف میں خرچ کرے گااور کوشش یہ ہو کہ دوسرے مصارف میں انفاق کا تناسب ۵،۲٪ یا کم ۵،٪ ہوجیسی سخاوت کی استطاعت ہوئی نئی ضروریات کے تقاضے ہوں۔

۸— جب اس مسئلہ میں اپنےنفس پر قابو پاجائے تو پھر وہ اللہ سے عہد کرے کہ وہ عطیات میں اضافہ کردے گا جو کچھ اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا اس میں مزید سخاوت کرے گا اور

اپنی محبوب چیز کو پوری یا نصف یا ثلث حصہ کو خرچ کردے گا اور موت سے قبل انفاق کی وصیت بھی کردے گا اس زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی بطور صدقہ جاریہ کے یہ نیکوکاری جاری رہے اور اس طرح قرآن کریم کی اس آیت کا عملی مصداق بن جائے : {اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَا لَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً} (سورۃ البقرۃ : ۲۷۴)۔

ترجمہ : جو اپنا مال شب و روز چپکے چپکے اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں پھر حال یہ ہو جائے کہ یہی انفاق اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے۔

۸۔ جو شخص رمضان المبارک میں روزے نہ رکھتا ہو پھر اس کو یہ واقفیت ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"من أفطر یوما من رمضان من غیر عذر و لا مرض لم یقضه صیام الدهر و إن صامه"** (رواہ البخاری کتاب الصوم، باب إذا جامع فی رمضان ۴/۱۶۶)۔

ترجمہ : جو بغیر کسی عذر کے رمضان میں روزہ توڑ دے تو پھر چاہے زمانہ بھر روزہ رکھے لیکن اس کی قضا ممکن نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو شرح صدر فرما دے تو وہ اپنی ذات پر یہ لازم کرے کہ وہ دیگر روزہ داروں کے ساتھ روزہ رکھا کرے گا اور سالہا سال کے فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گا ممکن ہے کہ موت سے قبل اس کوتاہی کی کچھ تلافی ہو جائے۔

۹۔ جب فریضہ صیام کی حلاوت سے آشنا ہو جائے اور نفس مزید اللہ کی قربتوں کا مشتاق ہو اور حضرت ابوہریرۃؓ کی اس حدیث نے اس کی اس پیاس کو بڑھا دی ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : **"یقول االله عز و جل الصوم لی و أنا أجزی به"** (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون أن۔۔۔ ۱۵/۴۳۲)۔

روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ عطا کروں گا۔ اور اسے اس بات کو پسند کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے دور کر دے کیونکہ امام بخاری اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت بیان کی ہے : **"سمعت النبي ﷺ یقول من صام یوماً في**

سبیل اللہ بعّداللہ وجھہ عن النار سبعین خریفاً'' (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل الصوم)۔

ترجمہ : جو شخص ایک دن اللہ کے راستہ میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم کی آگ سے چالیس سال دور فرمادے گا۔ پھر ایسے شخص کو چاہیئے کہ ہر ماہ ایام بیض کے ساتھ ساتھ تین دن کے روزے رکھے پھر ہر دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھے پھر ایک ساتھ دو دو روزے رکھے اور اگر اپنے اندر ایمانی اور نیکوکاری کا حوصلہ پائے تو پھر صوم داودی سے اپنے کو محروم نہ کرے اللہ تعالیٰ کی ذات سے کیا بعید کہ اسے جنت میں باب الریان سے داخل فرمادے۔

۱۱۔ جو شخص قرآن کریم سے دور ہو تو اسے یہ آیت ضرور پڑھنی چاہیئے :{وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ} (سورۃ الانعام :۲۶)۔

ترجمہ : اور یہ لوگ دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

سورہ مزمل کی آیات کو پیش نظر رکھے قرآن کریم سے دور دور رہنے والوں میں سے کسی کو معذور نہیں سمجھتی قرآن سے غافل رہنے والا تاجر ہو یا مریض یا فوجی ضروری ہے کہ قرآن کریم سے اپنا رشتہ استوار کرے اور اپنے اوپر لازم کرے کہ پوری زندگی قرآن کریم سے اپنا تعلق قوی کرے گا ابتداء میں نصف پارہ روزانہ پڑھے اس میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگیں گے لیکن یہی لمحات اسے اللہ کی قربتوں سے بہرہ ور کریں گی اور دلوں کے زنگ کو دور کریں گی اور عقل وخرد کو وسعتیں عطا کریں گی اور دلوں کو انشراح اور سکون بخشیں گی اور پھر جب دل کے اندر ذوق تلاوت پیدا ہوجائے تو نصف پارہ سے ایک پارہ اور پھر تدریجاً ایک ہفتہ میں تکمیل قرآن کا معمول بنالے۔

۱۲۔ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ ربانی صفات سے متصف ہو تو اسے چاہیئے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرے:{وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ} (آل عمران:۷۹)۔

ترجمہ : بلکہ تم رب کے ہوجاؤ تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔

اور اس آیت کی تلاوت کرنی چاہئے : {وَ الَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ}(الاعراف:۱۷۰)۔

ترجمہ : اور جولوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔

پھر ایسے شخص کو محض تلاوت سے آگے بڑھ کر تدبر و تفکر کی طرف اور تعلم سے تعلیم کی طرف منتقل ہونا چاہئے تاکہ حدیث شریف میں آئی ہوئی اس تکریم کا مستحق ہوجائے جس کا تذکرہ اس حدیث میں آیا ہے حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں : **"خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ"** (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم خیرکم۔۔۔ :۱۰/۹۱)۔

ترجمہ : تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

تو پھر اپنے گھر کو درس قرآن کے حلقوں کے لئے کھول دے قرآن کریم کی یہ آیت بھی اس کی تویدہے۔{وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ}(سورۂ یونس :۸۷)۔

ترجمہ : تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو۔

اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں وہ مسجد اور گھروں کے درمیان قرآنی تعلیمات کی ایسی پابندی کریں حتی کہ بندگان خدا اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لے اور قرآنی آیات کا باہم مذاکرہ کرے رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہیں کہ اللہ کی رحمت مغفرت اس پر سایہ فگن ہوجائے اور فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لے اور اللہ تعالی اپنے مقربین کے درمیان اس کا تذکرہ فرمائے لہذا اس کو اپنے اوپر لازم کرنا چاہئے کہ وحلقہائے درس قرآن سے کبھی غائب نہ رہے۔ یہ حلقے چاہے یومیہ ہو یا ہفتہ واری اور ان حلقوں کا ایسا رسیا ہوجائے کہ اس کی شرکت ناغہ

نہ ہو کہ یہ اس کے ثواب میں جزیل سے محروم نہ ہو۔

۱۳ــ اگر مزید قربت خداوندی میں ترقی چاہتا ہو تو پھر قرآن کریم کی ایک ایک آیت اور ایک ایک ٹکڑے اور ایک ایک سورت عقل دماغ کو حاضر کر کے تدبر و تفکر کرے اور اصلاح حال کی طلب پیدا کرے حتی کہ قرآن کریم کے معانی عالیہ میں کے تدبر و تفکر اس کا معین و مددگار ہو جائے پھر اپنے اوپر اسے یہ لازم کرنا چاہئے کہ قرآن کریم سے ان کا مرور مختلف حیثیتوں سے ہو کبھی قرآن کریم کا دور اس لئے کرے کہ قرآن کریم میں آئے ہوئے غریب کلمات کے معانی پر مطلع ہو سکے دوسرے دور کا مقصد یہ ہو کہ آیات قرآنیہ کے اسباب نزول سے مطلع ہو سکے اور تیسرا دور اسباب نزول سے واقف ہونے کے لئے کرے چوتھا دور قصص قرآنیہ کی تاریخ معلوم کرنے کے لئے کرے اور پھر پانچواں دور تمثیلات قرآنیہ کی نیت سے کرے اس طرح پوری عمر ختم قرآن کا سلسلہ قائم رکھے جیسا کہ ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ مجھے دور شروع کئے ہوئے ۲۰ ر سال ہو گئے ہیں اور اب تک مکمل نہیں ہوا ہے ممکن ہے کہ ہر آیت میں غور و فکر یا ایک ہی مضمون پر دلالت کرنے والی آیتوں پر غور و فکر کرنے کے ساتھ فیوض ربانی کی حلاوت سے لذت یاب ہو اور اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی فتوحات سے نوازے جیسے عارفین کے ساتھ ہوتا ہے اور راسخین فی العلم کے مقام تک پہنچا دے۔

۱۴ــ جو شخص عقوق والدین یا اعزہ و اقارب کی قطع رحمی یا دوستوں، پڑوسیوں کی حق تلفی کا مرتکب ہو اور درس کی تقریر یا کسی پروگرام میں وہ حدیث اس کے کانوں میں پڑے جسے امام مسلم نے اپنی سند سے روایت کی ہے : ''**أن رسول اللہ ﷺ قال : لا یدخل الجنة قاطع رحم**''(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وتحریم قطعیتہا)۔

ترجمہ : قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ داخل ہوگا۔

تو پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے اور دل میں ٹھان لے کہ اپنے والدین کے ساتھ

آخری درجہ کی نیکوکاری کرے گا اور فرمانبرداری کرے گا اور اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا۔ اور اپنے دوستوں کا زیادہ سے زیادہ پاس ولحاظ رکھے گا اور اپنے پڑوسیوں کی توقیر کرے گا اور ان تمام حقوق کو ادا کرے گا اور ان رشتوں کو استوار کرے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ} (سورۃ الرعد :۲۱)۔

ترجمہ : اور وہ لوگ ان رشتوں کو جوڑتے ہیں جن کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور حساب کی سختی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

تو پھر والدین کے ساتھ نیکوکاری اور سعادت مندی وفرمانبرداری کے لئے لپک پڑے اور اپنے رشتہ داروں پڑوسیوں اور دوستوں کی خبر گیری کے لئے ہدیہ وتحائف لے کر ان کی زیارت، بات چیت اور ان کی غمی وخوشی میں شرکت کے لئے فوراً ان کے پاس پہنچے، اس امید کے ساتھ کہ اس عمل خیر کے نتیجہ میں جنت میں رسول اکرم کی رفاقت میسر ہوگی۔

۱۵—جس وقت بر ووفاداری، صلہ رحمی، ورحمدلی کی ڈگر پر آجائے گا تو بے رخی وجفا کاری کا اسے سامنا ہوگا بسا اوقات اذیت قلبی سے بھی دو چار ہونا پڑے گا تو اس وقت یہ استحضار کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اسے فرائض کی پابندی کی سطح سے اٹھا کر اہل عزیمت میں شامل کرنا چاہتا ہے اور درجہ ایمان سے بلند کر کے مرتبہ احسان سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تا کہ جنت کے سارے دروازے اس کے سامنے کھل جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ} (آل عمران :۱۳۳—۱۳۴)۔

ترجمہ : اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں

اورزمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جولوگ آسانی میں اورسختی کے موقع پربھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں غصہ پینے والے اورلوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

اس وقت اپنے اوپرلازم کرے کہ شیطان چاہے جس قدر اسے اذیت رسانی قطع رحمی اور جفاجوئی پرا کسائے لیکن وہ ہمیشہ فرمانبرداری وفاداری اورصلہ رحمی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دےگااورذیل کی آیت اس کے لئے مشعل راہ بنی رہے گی اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے :

{وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَاتُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْن} (سورۂ لقمان :۱۵)۔

ترجمہ :اوراگردونوں تجھ پراس بات کادباؤڈالیں کہ تومیرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھےعلم نہ ہوتوان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسرکرنا اوراس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہوتمہارا سب کالوٹنا میری ہی طرف ہے تم جوکچھ کرتے ہواس سے پھرمیں تمہیں خبردار کروں گا۔

مزید یہ حدیث پیش نظر رہے :"**ليس الواصل المكافئى ولكن الواصل الذى إذا قطعت رحمه وصلها**" (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لیس الواصل بالمکافیء ۱۲/۳۱)۔

ترجمہ :صلۂ رحم بدلہ دینے والے کونہیں کہتے بلکہ صلہ رحم وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کیا جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

مزید ایک حدیث ہے ہیثمی حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا :"**أوصانى خليلى** ﷺ **أن لا تأخذنى فى الله لوحة لائم وأوصانى بصلة الرحم وإن أدبرت**" (مجمع الزوائد للہیثمی، کتاب الأدب، باب صلہ الرحم وإن قطعت ۸/۲۸۲)۔

ترجمہ : اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ میں کسی ملامت گر کی ملامت ہمارے لئے مؤثر نہ ہو۔اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ میں صلہ رحمی کرتا رہوں چاہے ہمارے ساتھ قطع رحمی ہوتی رہے

اس سنہرے قاعدہ کو حرز جاں بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر تم حق وشریعت پر عمل پیرا ہونا چاہتے تو پھر خلق کو دل سے نکالو اور اگر مخلوق کے ساتھ تمہارا معاملہ ہے تو پھر نفسانیت کو نکال دو تمہارا معاملہ اپنی ذات کے ساتھ ہو تو پھر ہوس کو نکال دو۔

۱۶ــ اگر کوئی ایک طویل زمانہ تک یتیموں کی کفالت سے غافل اور مساکین کی معاشرت سے دور ہو کہ یکا یک زمزمہ قرآنی سے قوت سامعہ لذت یاب ہو اور اللہ تعالیٰ کی یہ آتیں یوں سنائی دے : {وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ} (سورۃ البقرۃ :۲۲۰)۔

ترجمہ : اور مجھ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے : {اَرَئَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِکَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ} (سورۃ الماعون :۱ــ۲)۔

ترجمہ: کیا تم نے اسے بھی دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں آیا ہے : {اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ} (سورۃ الحاقۃ :۳۳ــ۳۴)۔

ترجمہ : بے شک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔

اوراس کو یہ طے کرنا چاہئے کہ جتنی جلد ہو سکے دوزخیوں کے اوصاف سے دور ہوحتی کہ فقراء ومساکین کی نگہداشت وخبر گیری اور یتیموں کی کفالت سے متعلق پروجکٹوں میں اپنا کچھ نہ کچھ مال، وقت، قوت وجدوجہد کو صرف کرے اس امید کے ساتھ کہ آخرت میں جنت الفردوس میں محبوب خدا کی قربت ورفاقت حاصل ہو جیسا کہ امام بخاری حضرت سہلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : "**أنا و كافل اليتيم في الجنة هكذا و أشار بالسبابة والوسطى و فرج بينهما شيئاً**" (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان : ۱/۵۵۱)۔

ترجمہ : میں اور یتیموں کا والی جنت میں یوں ہوں گے اور انگشت شہادت وسطی کے ذریعہ اشارہ فرمایا اوران دونوں انگلیوں کے درمیان معمولی سی کشادگی رکھی۔

لہذا ایسے بھائی کو چاہئے کہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ ان پر خرچ کرے اس طرح ایک باپ کی شفقت ایک ماں کی ممتا کا بدل پیش کرے اس طرح محبت کا اظہار کرے اور خبر گیری کرتا رہے کیونکہ ایسے محروم القسمت بندوں کو انہیں چیزوں کی ضرورت رہتی ہے اور وہ اس بات کے شدید خواہش مند رہتے ہیں کہ مال ودولت کی فراوانی سے قبل محبت وشفقت عنایت والتفات انھیں حاصل رہیں کیونکہ ایسے کتنے ہی یتیم ہیں جو مال ودولت کی فراوانی کے سلسلہ میں بے نیاز ہوتے ہیں لیکن محبت وشفقت کے اعتبار سے یتیم ہوتے ہیں وہ دلی خواہش رکھتے ہیں کہ محبت وشفقت کا ابلتا ہوا چشمہ اسے نصیب ہوجائے اور مسرت وشادمانی سے اس کی زندگی معمور ہوجائے جو اس کی زندگی سے تلخیوں اور احساس محرومی اور مسکنت کو دور کردے اور یہی احساسات کبھی انہیں احساس کمتری میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی وہ بھیانک جرائم کا مرتکب ہوجاتا ہے یا پھر انسان کا جانی دشمن ہوجاتا ہے۔

۱۷– میں سمجھتا ہوں کہ یتامیٰ ومساکین کے ساتھ حسن معاشرت ان کی مصیبتوں ان کے دکھ درد کا قوی احساس ان کی ضرورتوں کی تکمیل ان میں بھوکوں کو کھانا کھلانا ان کے جاہلوں کو

زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ان کے بے لباسوں کا تن ڈھانکنا اور مسرت کی تقریبات پیدا کرنا دراصل یہی ایسے نیکوکاروں کی جنت ہے جب ان کاموں کی حلاوت سے آشنا ہوتے ہیں تو مزید اس راہ میں سعی وعمل کو تیز کر دیتے ہیں اوران کی معاشرت اور قربت میں اور کوشاں ہوجاتے ہیں تا کہ عطیات وہدایا سے محبتوں کے عطیہ کی طرف منتقل ہوجائیں۔

۱۸۔ اگر کوئی شخص کتب بینی کرتا ہو تقاریر سنتا ہو یا حلقائے درس میں بیٹھتا ہو یا ریڈیو وٹیلی ویژن کے پروگراموں سے مستفید ہوتا ہو حتی کہ معلومات عامہ میں اس کی حیثیت انسائیکلوپیڈیا کی ہوجائے پھر اچانک اس کے ذہن ودماغ میں یہ آیت آجائے :{إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِمَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْم}(البقرۃ :۱۵۹–۱۶۰)۔

ترجمہ : جولوگ ہماری آیتوں دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہوں۔

تو اس کا دل کانپ اٹھے اور اس پر خشیت طاری ہوجائے اور اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوجائے کہ وہ علم کو چھپانے نصیحتوں کو ہضم کر لینے اور مشوروں کو محدود کر دینے کا مرتکب ہوا اور قیامت کی ہولناکیوں سے لرزہ بر اندام ہوجائے پھر برگزیدہ داعیوں کے مقامات عالیہ کا خواہش مند ہو اور جن داعیوں کی صفات کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے :{ومن أحسن قولاً ممن دعا إلى الله وعمل صالحا إنني من المسلمين}۔

ترجمہ : اور اس سے اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے

اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں۔

یہ انتہائی انفعالی کیفیت، تزکیۂ نفس اور انسانی فطرت کی پاکیزگی کا یہ زرین لمحہ اس بات کا متقاضی ہے کہ چاہے مسلم مرد ہو یا مسلم خاتون وہ ایک دوٹوک فیصلہ کرے کہ وہ اب مرحلہ تعلم سے تعلیم کی طرف منتقل ہوگا اور معلومات اکھٹی کرنے کے بجائے اب دوسروں کو یہ معلومات فراہم کرنے کا وسیلہ بنے گا اور اس کے لئے کوئی بھی تقریب ہو اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے گا چاہے وہ عظ ونصیحت کے ذریعہ ہو یا گفتگو کے ذریعہ یا کسی مجلس میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرکے یا کوئی خوشی کی تقریب ہو یا غمی کی مجلس بہرحال اپنی بات ضرور پہونچائے گا اور اس بات کا اسے انتظار نہ رہے گا کہ جب لوگ ان کے پاس آئیں گے تو وہ لب کشائی کرے گا بلکہ خود لوگوں کی مجلسوں میں جائے گا اور اپنے اوپر یہ لازم کرے گا کہ اپنی تمام معلومات لوگوں تک پہنچائے گا، اگر اس کی زبان قوت بیانیہ سے محروم ہو تو پھر اپنے مال کو علم کے فروغ کے لئے خرچ کرے گا یا پھر علم کے نشر اشاعت میں کسی عالم کی مدد کرے گا چاہے انٹرنیٹ کے ذریعہ ہو یا کسی چینل کے ذریعہ یا پھر مختلف مقامات میں مختلف پروگرام ترتیب دے اور اس کو پہونچائے یا دوسروں کے ذریعہ پہنچائے یہ مشارطہ نہایت ضروری ہے ورنہ سارا ایمان رخصت ہوجائے گا اور ایمان کا شائبہ بھی نہ رہے گا، کیونکہ امام مسلم نے اپنی سند سے بیان کیا ہے :"**من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه و ذلك أضعف الإيمان**" (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النہی عن المنکر فی الایمان ۲/ ۱۹)۔

ترجمہ: تم میں سے اگر کوئی برائی دیکھے تو چاہئے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے تبدیل کر دے اگر اس پر قدرت نہیں تو اپنی زبان سے اس کی نکیر کرے اور اگر اس پر بھی قدرت نہیں تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اگر کوئی شخص فلمی اشتہارات واعلانات اور میچ اور کپڑوں، موبائل، گاڑیوں کے فیشن میں

اس قدر ڈوبا ہوا ہو کہ امت کی فکر اور معاشرہ کی ضرورت سے غافل ہو اور دشمن خدا اور رسول خدا سے مواجہ کرنے کی اسے فرصت نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ اسے بصیرت سے نوازے اور اپنی فراست سے سمجھ سے کہ یہ ساری معرج ومستی اور تعیش محض استدراج کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے راستہ کو اختیار کرنے کی تشویق ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: {**لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون**} (سورۂ فصلت :۲۶)۔

ترجمہ: اس قرآن کریم کو نہ سنو اور تلاوت قرآن کے وقت شور وغل کرو تا کہ تم غالب آسکو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :{**وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ**} (سورہ لقمان :۶)۔

ترجمہ :اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ تا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذآب ہے۔

تو اسے امت، وطن اور اپنے معاشرہ کے حقوق کے سلسلہ میں اپنی کوتاہی کا احساس ہونا چاہئے جس وقت جلال الدین سیوطی کی روایت کردہ حدیث پر غور کرے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :"**من لا يتهم بأمر المسلمين فليس منهم ومن لا يصبح ولا يمشي ناصحا الله ولرسوله ولكتابه ولإمامه لعامة المسلمين فليس منهم**" (جامع المسانید والمراسیل الاکمال من الجامع الکبیر :۷/۴۰۶)۔

ترجمہ : جو شخص ملت کے معاملات کی فکر نہ کرے وہ ان میں نہیں ہے جو شخص صبح وشام اس حال میں نہ کرے کہ وہ اللہ ورسول اور اللہ کی کتاب اس کے امام اور مسلمانوں کا خیر خواہ ہو تو وہ بھی ان میں نہیں ہے۔

تو ایسی حالت میں ایسے شخص کو چاہئے کہ فلسطین وعراق، افغانستان، صومالیہ کشمیر اور

چیچنیا کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اپنے اوقات کا کچھ نہ کچھ حصہ اس میں صرف کرے۔ مفکرین ومبصرین کے تجزیوں اوراخبارات کی خبروں کی روشنی میں ان کوششوں کو جاری رکھے اور رفاہی تنظیموں اعانت ونصرت کے اداروں میں شرکت کرے اور ان لوگوں کے شک وشبہ کو دور کرنے کی کوشش کرے جن کا تعلق اللہ ورسول اوراس کی کتاب اورامت اسلامیہ کے شعاراوراپنی شاندارتہذیب سے بہتر نہ ہو،لہذا اپناوقت اپنی عقل ودولت اپنا تجربہ اس میں صرف کرے یہ ایسے عظیم الشان امور ہیں کہ اللہ کے بندوں میں کچھ ہی بندے اس پرقابو پاسکتے ہیں۔

ثالثاً : مشارطہ خاص کی کچھ عملی تدبیریں

مسجد کاایک مصلی حلقہ درس علم میں شرکت کرنے والااور دعوت کے کام سے تعلق رکھنے والاایک نوجوان میرے پاس آیااوراس نے اپنی بیوی اورخود کے درمیان تیز کلامی کی شکایت کی جوغیظ وغضب اورسب وشتم تک پہنچ گئی تو میں نے اس سے کہا کہ کوئی رگ بڑھ گئی ہے جس کے آپریشن کی ضرورت ہے اس نے فوراً جواب دیا کہ میں نے تو مدت ہوئی اس کا آپریشن کروالیا ہےتو میں نے اس سے کہا کہ اصل میں یہ غصہ کی رگ ہے جواسی طرح محتاج آپریشن ہے جیسا کہ اپنڈس سائیٹس کا آپریشن ضروری ہےجس وقت آپ درد وتکلیف محسوس کریں لیکن بنیادی فرق یہ ہے کہ جسمانی طبیب جب پرہیز کرنے کی ہدایت کرتا ہےتو مریض مکمل پرہیز کرتا ہے اپینڈس کے پھٹنے سے پہلے پہلے ہاسپٹل میں کئی کئی دن رہتا ہے پھراس کو بیہوش کیاجاتا ہے کیونکہ وہی تکلیف کی اصل علت ہے پھراس کے پیٹ کو چاک کیاجاتا ہے جوانتہائی تکلیف دہ معاملہ ہے پھرمریض حرکات وسکنات ماکولات ومشروبات کےسلسلہ میں آخری درجہ کی احتیاط برتتا ہےاورمکمل پرہیز کرتا ہےلیکن جب کوئی روحانی طبیب کسی روحانی

مرض کی نشاندھی کرتا ہے اوراس کے علاج کے لئے یہ علاج تجویز کرتا ہے کہ نماز فجر کے لئے صبح سویرے اٹھا کرے تا کہ شفایاب ہو سکے یا کسی مسجد میں چند دن معتکف ہوجائے تا کہ روح کے لئے تغذیہ کا سامان ہو سکے اسی طرح تلاوت قرآن کریم کی پابندی کرے تا کہ قربت خداوندی سے سرفراز ہو سکے یا ہو سکے تو اپنی محنت کی کمائی کا ایک حصہ خرچ کر دے تا کہ اس طرح تزکیۂ نفس ہو سکے یا یہ کہ کچھ دینی کتابیں مطالعہ کرے تا کہ قوت فکریہ وعقلیہ تیز ہو سکے یا یہ اہل دل صلحاء کی صحبت اختیار کرے تا کہ آخرت کی طلب جذبۂ نیکوکاری کو تقویت حاصل ہو سکے موجب حیرت ہے کہ آج کل قلب ظاہر اور بدن کی اصلاح وعلاج کے لئے جو فکر مندی رکھتے ہیں امراض روحانی کے سلسلہ میں ان کی توجہ اس قدر نہیں ہوتی۔ اس صورت حال کو ختم ہونی چاہیئے۔

اہل دل صلحاء امراض روحانی کے اطباء کی باتوں پر ہمیں کان دھرنا چاہیئے کیونکہ ہر فرد کا مرض دوسرے سے الگ ہوتا ہے ہمارے لئے اس کا جواز ہے کہ صفت غضبیہ کو غصہ کا اپنڈس قرار دیں اس صفت کا حامل انسان معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے بھڑک اٹھتا ہے اور آپے سے باہر ہوجاتا ہے جب کہ ایسے لوگوں کا دینی پہلو انتہائی کمزور ہوتا ہے اور امت اسلامیہ کے مسائل یا ملی دردوغم کے سلسلہ میں بالکل ہی بلید واقع ہوتا ہے یا کسی شخص کے اندر بیہودہ گوئی کی صفت ہوتی ہے جو لغو کلامی غیبت چغل خوری بہتان تراشی طنز وتعریض سب وشتم لعنت وملامت جھوٹی گواہی جیسی سلبی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔ یا یہ کہ کسی کے اندر صفت شہوانیہ بڑھ جاتی ہے جو حرام سے پرہیز نہیں کرتا اور حلال پر اکتفا نہیں کرتا۔ اور ہر وقت اسے صرف شہوت رانیوں کی فکر اور قوت جسمانی کو بے محل صرف کرنے کی دھن لگی رہتی ہے۔ یا یہ کہ کسی کے اندر صفت کبر وعجب بڑھ جاتی ہے تو ہر معاملہ میں دوسروں پر اپنے کو فائق سمجھتا ہے اور اپنے ہمسروں سے اپنے کو بالاتر جانتا ہے اور اپنی قوم کو حقیر وبیگانہ سمجھتا ہے اور کسی حقیقت کو قبول کرنے کی اس کے اندر صلاحیت نہیں ہوتی چاہے وہ حقیقت اظہر من الشمس ہی کیوں نہ ہو اور اور کسی غلطی سے باز

نہیں آتا چاہے کتنے ہی صاحب تجربہ اور صاحب بصیرت لوگ اس کو تلقین کریں یا یہ کہ کوئی شخص خوش خورا کا ایسا عادی ہو کہ جو سامنے آئے چٹ کر جائے اور پی جائے کھانا دیکھ کر اس کی بھوک جاگ اٹھتی ہے اور ندیدہ پن کی ایسی کیفیت کہ کھاتا جائے آسودہ نہ ہو دسترخوان پر بیٹھ جائے اور قناعت کی کیفیت نہ پیدا ہوتا کہ ماکولات ومشروبات میں تنوع کا اہتمام کے گویا کہ اس کی زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا ہے اور بس سخت مزاجی اور سخت گیری چاہے مال حرام کو اختیار کرنے یا سرقہ کا مال حاصل کرنے یا کمزورں پر زیادتی کرنے اور شہ زوروں کے سامنے بھیگی بلی بن جانے اور دشمنوں کے سامنے مارے خوف کے راہ فرار اختیار کرنے سے تعلق رکھتا ہو یا یہ بدنگاہی سے تعلق رکھتا ہونگاہیں کسی چلنے والی سے چوکشی نہیں اور نہ کسی فسق وفجور میں ڈوبی ہوئی خاتون سے رچٹتی ہے اور بے حیائی سے اٹی ہوئی کوئی فلم اس سے فوت ہوتی ہو ذیل میں ایک نقشہ پیش کیا جارہا ہے مختلف قسم کے امراض اور ہر فرد سے متعلق مشارطہ کے تناظر میں اس کا علاج ذکر کیا جارہا ہے۔

امراض قلب کی نوعیت	نسخہ علاج
کیفیت غضبیہ	دائم باوضو رہنا، غصہ کی حالت میں وضو کا اعادہ کرنا۔ سرعت کے ساتھ رجوع کرنا یعنی اس کے غصہ سے جس کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے انتہائی لطف ومحبت پیش آنا اور اس سے ساتھ معذرت کرنا، دو دن سے ایک ہفتہ تک اپنے آپ کو مرغوب کھانے سے محروم رکھنا (چاہے کلی طور پر یا جزئی طور پر) اس طرح محبوب چیز کا صدقہ کر دینا بردباروں کی سیرت پڑھنا۔

بسیار گوئی	اوراد واذکار سے ہر وقت رطب اللسان رہنا، تلاوت قرآن میں مشغول رہنا یا دینی دنیاوی اور سنجیدہ کتابوں کا مذکرہ کرنا، اس بات کا استحضار رکھنا کہ گالی گلوج لعن وطعن جیسی ہر برائی کے بدلہ اللہ تعالیٰ تم سے تسامح برت رہا ہے ایسی باتیں جس کے پیچھے عمل نہ ہو اس سے گریز کرنا، ہماری باتوں سے جس کو تکلیف پہنچی ہو تیزی کے ساتھ ان سے معذرت کرنا تا کہ زبان کے گناہ کم ہوسکیں اور نفس کو اس میدان میں شکست ہو سکے خاموش رہنے کی عادت ڈالنا اور بات کرنے سے زیادہ دوسروں کی سننے کی کوشش کرنا۔
کیفیت شہوانیہ	قوت شہوانیہ کو بھڑکانے والے محرکات کو روکنے میں مجاہدہ سے کام لینا جیسے بدنگاہی، فلم بینی، نغمہ وسرور سے دلچسپی کلی اجتناب ایسی مجلسوں سے دوری اختیار کرنا جو شہوانی وجنسی اشارات وکنایات اور چٹکلوں لطیفوں پر مبنی ہو پاک طبیعت لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اوران سے تعلق استوار کرنا۔ فوری شادی، کثرت سے روزہ رکھنا، کیونکہ یہ شہوتوں کو توڑنے کا اہم وسیلہ ہے حتی الامکان نجی اور راز دارانہ تعلقات سے گریز کرنا اور لال گوشت سے ممکنہ حد تک اجتناب شہوتوں کو بھڑکانے والی غذاوں سے پرہیز کرنا نفس کو مارنا اور معاشرہ کی اصلاح رفاہی منصوبوں میں اپنے نفس کو آمادہ کرنا۔

کیفیت نفسیہ یعنی کبر وعجب	یتیموں فقیروں مسکینوں کی زیارت وخبر گری کرنا دوسروں کی خدمت اورآرام کے امور میں شرکت کرنا غلطی سے رجوع کرنا اور معذرت کرنا اپنے ذاتی عیوب کی اصلاح پر نفس کو عادی بنانا اور لوگوں کے نیکوکاری اور محاسن کے پہلوؤں کو سامنے رکھنا۔
سخت مزاجی	ہر بات کا حل مصالحت اور گفتگو کو سمجھنا اور اس حدیث کو یاد رکھنا والید تزنی کہ ہاتھ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا یہی ظالمانہ گرفت ہے جن لوگوں پر ظلم کیا ہے ان کو قصاص دینے پر راضی ہوجانا یا ان سے معافی مانگ لینا۔
ندیدہ پن	ہر ماہ تین یوم روزہ رکھنا پھر ہفتہ ایک یوم پھر ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھنا خواہش کے باوجود بعض کھانوں کو ترک کرنے کا عزم کرنا صحت افزا غذا سے دلچسپی رکھنا ذائقہ دار اور لذیذ کھانوں سے گریز کرنا۔

رابعاً: مشارطہ رکاوٹیں اور اس کا عملی حل

کچھ ایسی رکاوٹیں ہیں جو سالک کے دماغ میں بیٹھ جاتی ہیں اور دلوں میں جم جاتی ہیں اور فکر وخیال شوش ہوجاتے ہیں پھر دھیرے دھیرے مثل زنگ کے اس کی موٹی تہہ جم جاتی ہے اور پھر کسی بھی چیز کے سلسلہ میں صحیح نقطۂ نظر قائم کرنے کے سلسلہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے حتی کہ انسانی اقدار کے سلسلہ میں بھی رائے مختلف ہوجاتی ہے ذیل میں بعض رکاوٹوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو انسانوں اور تعلق مع اللہ کی تجدید کے سلسلہ میں حائل ہوجاتے ہیں ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مشارطہ کے کچھ لازمی عناصر بیان کئے جارہے ہیں جو انسانی زندگی کے

دھارے کو صحیح رخ پر ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۱ــ یہ عقیدہ کہ انسان ان تکلیفات کی استطاعت نہیں رکھتے۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں شیطانی وساوس اور خواہشات نفسانی پیدا ہوجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ان تعلیمات پر عمل نہیں کرسکتا ان سے لوگوں کی طرف قرآن کریم میں بھی متعدد اشارے ملتے ہیں جن میں وہ واقعہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے سرداروں کو جنگ کا حکم دیا گیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور جب ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اس ندی سے کوئی سیراب نہ ہوسوائے ایک دو چلو کے تو انھوں نے خوب آسودگی کے ساتھ پانی پیا۔ ان ہی لوگوں نے اپنی ہمت وحوصلہ کی کوتاہی کا یوں شکوہ کیا: {**لاَطَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ**}(البقرۃ:۲۴۹)۔

ترجمہ: جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔

لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ ایک مٹھی بھر جماعت جس نے ثابت قدمی دکھائی اور صبر وتجلد کا مظاہرہ کیا اور جالوت اور اس کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور شکست خوردہ لوگوں کے لئے نفسیاتی طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ نصرت صبر وتجلد وثابت قدمی میں ہے پھر مسلم مرد وخاتون کے لئے یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اتنا ہی مکلف بنایا ہے جس قدر اس کے اندر استطاعت ہے اور جس قدر تحمل کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {**لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَت**}(البقرۃ:۲۸۶)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔

دوسری جگہ یوں ارشاد ہے: {**مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُم**}(المائدۃ:۶)۔

ترجمہ :اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا ہے :{يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَايُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ}۔

ترجمہ :اللہ کو تمہارے ساتھ آسانی مقصود ہے اور وہ تنگی نہیں چاہتا۔

یہ وہ آیتیں ہیں جن کے بارے میں ہر اس شخص کو عقیدہ رکھنا چاہئے جنھیں اپنی اصلاح مقصود ہو لیکن مشارطہ کو مؤخر کئے جانا کہ اس ان قیود پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اسے قدرت نہیں ہے ان کے نزدیک یہ پسندیدہ ہونا چاہئے کہ اپنی عقل سے تدبر کرے اپنے قلب میں اس کا احساس کرے اور اپنی حالت کو بدلنے کی فکر کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :{وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسٰنُ ضَعِيْفًا}(سورۃ النساء :۲۷-۲۸)۔

اللہ جانتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہو جاؤ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کردے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

مشرق و مغرب کے سماج کے جائزہ کی بنیادوں پر بالجزم یہ کہہ سکتا ہوں کہ انسانوں کے لئے یہ بات نہایت آسان ہے کہ وہ شریعت پر عمل کرے اور اس پر عمل کرنا نہایت سہل ہے اور محرومی مشقت و تنگی اس بات میں ہے کہ انسان شریعت سے دور ہو عملی طور پر یوں سمجھئے کہ اگر کوئی شخص خرچ کرنے میں اعتدال سے کام لے اور اسراف کا مظاہرہ نہ کرے اور محنت و مشقت سے کسب معاش کرے تو ان کا یہ عمل مبذر و مسرف فضول خرچ لوگوں سے لاکھ گناہ بہتر ہے جو وقتی خواہشات کی تکمیل کے لئے قرضے لیتے ہیں اور پھر قرضوں کے ڈھیر میں دبے رہتے ہیں راتوں کو قرضوں کی فکر سے نیند حرام رہتی ہے اور دن میں مغموم و محزون حسرت زدہ آسمان تکتے رہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی عورت شادی کرتی ہے اور اپنے شوہر کے مزاج سے واقفیت حاصل کرنے اور ان کے احساسات و رجحانات کو سمجھنے کے لئے وقت کا انتظار کرتی ہے وہ وقت کے

ساتھ ساتھ پُرسکون ہوتی جاتی ہیں اور اس کی زندگی کی پاکیزگی بڑھتی جاتی ہے برعکس اس عورت کے جو روزانہ کسی نئے مرد کو راضی کرنے کی کوشش کرتی ہیں اس طرح جہاد تمام ترمشقتوں وقربانیوں کے باوجود اس میں عزت وتکریم کی ضمانت ہے ملک کی سربلندی کا محرک اور عزت وآبرو کی حفاظت کا کفیل ہے مقامات مقدسہ کی صیانت کا سبب اور شوکت وسطوت کا ذریعہ ملت اسلامیہ کا تحفظ اس میں مضمر ہے۔

مندرجہ بالا صورت حال اس صورتحال سے کہیں بہتر ہے کہ انسان ذلت وخواری اور انکساری سے گھٹ گھٹ کر جیتا رہے ذلت واہانت کے سامنے سرتسلیم خم کرتا رہے اور انسانوں کی غلامی سے جو جتا رہے اپنی سرزمین کو چھنتے سمٹتے دیکھتا رہے اور عزت وآبرو پامال ہوتی رہے شریفوں کی اہانت کمینوں کو سرفراز کیا جاتا رہے اس طرح افراد وجماعتوں اورحکومتوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں جہاد کو قبول کرنے میں اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرنا یہ حالات ان حالات سے کہیں بہتر ہیں جن میں ہم زندگی گذارر ہے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے :

لا تسقني ماء الحياء بذلة

بل فاسقني بالعز كأس الحفظل

ترجمہ : ذلت خواری کے ساتھ ہمیں آب حیات سے سیراب نہ کرو، بلکہ عزت وتکریم کے ساتھ ہمیں آب حفظل چاہیئے۔

ایک مومن کے لئے سخت احکامات میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت استراحت کا سبب ہے :

{كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} (سورۃ البقرۃ :۲۱۶)۔

ترجمہ : تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری

جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے تم محض بے خبر ہو۔

۲ــ یہ تصور کہ اگر وہ مشارطہ کے عمل کو شروع کرے گا تو اس کی تکمیل نہ کر سکے گا اور پچھلی حالت پر عود کر آئے گا۔

اس لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی حالت پر مستمر رہے اور حالانکہ مشارطہ کا محرک ایسا نہیں جو عدم اعتماد کا سبب ہو جائے اسی لئے میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ اپنے رب کے سلسلہ میں حسن ظن رکھے اور عقل وفکر کے ساتھ اس کی طرف توجہ کرے اور الحاح وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے: ''**اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك**''۔

ترجمہ: اے اللہ اپنے ذکر وشکر اور مخلصانہ عبادت پر ہماری مدد فرما۔

اور حلاوت ایمانی سے لذت یاب ہونے کے بعد اس سے محروم نہ اور اس بات سے ڈرتا رہے اور یہ دعا کرتا رہے:

{رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ} (آل عمران: ۸)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کردے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقینا تو ہی بڑی عطا دینے والا ہے۔

اور یہ دعا ورد زبان رہے: ''**اللهم إني أعوذ بك من السلب بعد العطاء**''۔

ترجمہ: اے اللہ نوازش کے بعد محرومی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تو ہم اللہ کو اپنے حسن ظن کے مطابق پائیں اور ہدایت کا نور ہماری زندگی کو ڈھانپ لے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **{يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ}** (الحدید: ۲۸)۔

ترجمہ : اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کیا اب بھی خدائے رحیم کی اس تاکید کے باوجود انسان اس امر سے ڈرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا اور اللہ بیچ راستہ میں اس کو چھوڑ دے گا۔

۳۔نقل مکانی میں عجلت سے کام لینا اور مشارطات کے سلسلہ میں غلو سے کام لینا۔

اگر میں اللہ کی طرف چلنے میں تدریج سے کام نہ لوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عجلت کا حکم دیا ہے تو گویا کہ قانون ربانی کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر شعبہ میں اسی تدریج کو قانون فطرت قرار دیا ہے حیات انسانی کی تشکیل میں اسی تدریج کو اللہ تعالیٰ نے روا رکھا ہے دیکھئے نطفہ سے لے کر طفولت تک کتنے مراحل سے انسانی زندگی کا مرور ہوتا ہے پھر دور طفولت سے شباب تک طویل فاصلہ سے انسان گذرتا ہے پھر دیکھئے کہ بیج سے لے کر پودے تک اور پودے سے درخت اور پھر ثمر تک کس قدر طویل فاصلہ ہوتا ہے اسی طرح ایک قطرہ جو آسمان سے گرتا ہے اور پھر سیل رواں میں بدل جاتا ہے کتنے مرحلوں سے گذرتا ہے لہذا اصلاح معاشرہ اور تبدیلئ حال کے سلسلہ میں جب بھی عجلت سے کام لیا جائے اس کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں سامنے آتا ہے کیونکہ قانون فطرت کے خلاف اس نے جرأت دکھانے کی کوشش کی یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی حکومت آئی تو انھوں نے مظالم کو دور کرنے کے لئے تدریجی اقدامات کئے اور ان کو اس میں کامیابی بھی ملی۔ جب کہ ان کا نوجوان فرزند یہ کہتا رہا۔ ابو جان اگر آپ نے ان مظالم کو جلد از جلد دور نہ کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے تو انھوں نے انتہائی حکیمانہ جواب دیا اور فرمایا بیٹے :

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا حالانکہ آن کے آن میں پیدا کرسکتا

تھا دراصل بات یہ ہے کہ مجھے اس بات سے خوف محسوس ہوتا ہے کہ میں لوگوں پر دفعۃ واحدۃً دین کے احکامات کو عائد کردوں اور وہ بھی دفعۃ واحدۃ اس سے دستکش ہوجائیں کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ تمہارے ابا ہر دن ایک سنت کو زندہ کرے اور ایک بدعت کا خاتمہ کرے یہی وجہ ہے کہ پھر وہ اپنے مولی سے اس حال میں ملے کہ اپنے پیچھے ایسی سیرت چھوڑی جس سے تاریخ اسلامی مشکبار ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان اصحاب شمال کی خصوصیات سے یکا یک زمرہ اصحاب یمین میں بغیر کسی ادنی توقف کے داخل ہوجائے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ تارک صلاۃ ہو وہ آن واحد پابند صلاۃ اور تہجد گذار ہوجائے۔ یا یہ کہ کوئی بے حجاب خاتون پلک جھپکتے پردہ دار ہوجائے یا یہ کہ کوئی منشیات کا عادی صوم مراوودی کا پابند ہوجائے یہ درست ہے کہ گناہوں میں لت پت بعض توابین یہ چاہتے ہیں کہ ماضی کی بے راہ روی کی تلافی آن حد میں ہوجائے لیکن ان لوگوں کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے صدق وصفا سے واقف ہوجائے اور جادۂ مستقیم پر میانہ روی کے ساتھ چلتا چلا جائے۔

۴۔ اگر انسان واقعی اپنے توبہ میں مخلص ہے اور صدق دل سے موجودہ حالت سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اس سفر کی مسافت بعیدہ کے لئے بھی ایک زادراہ ہونا چاہئے اور اس کی زادراہ صحبت صالح ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: {وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا} (کہف: ۲۸)۔

ترجمہ: اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کے چہرہ کے ارادے رکھتے ہیں خبردار تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جاؤ۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

اس آیت نے تخلیہ اورتحلیہ کے اعتبار سے ہر لازمی صفات کی تحدید کر دی ہمیں ایسی صحبت سے دور رہنا چاہیے جوغفلت میں ڈال دے اور خواہش نفس کا پیرو کار بنا دے اور اہل دل اتقیاء وآصفیا کی صحبت اختیار کرنی چاہئے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا یہ جادہ مستقیم یاران باصفا اخلاق عالیہ سے متصف رفقاء کے بغیر خدا کی ذات تک پہنچ سکتا حتی کہ ہم تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت الفردوس حاصل کر سکیں یہی وجہ ہے کہ ابو درداءؓ نے بڑی مہارت کا ثبوت دیا جس وقت انھوں یہ بات کہی تھی : "**إنني أعوذ بالله من يوم لا ألقى فيه عبد الله بن رواحة**" میں ایسے دن سے پناہ مانگتا ہوں جس دن میری ملاقات عبداللہ بن رواحہ سے نہ ہو۔

بات دراصل یہ تھی عبداللہ بن رواحہ اس شعار کے حامل تھے "**هيابنا نؤمن ساعة**" آؤ تھوڑی دیر کے لئے ہم لوگ ایمان تازہ کرلیں۔

لہذا جب دونوں باہم ملتے تو روحانی ترقی کرتے ایسے سالک کیلئے ضروری ہے کہ برے رفقاء کی صحبت سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرے صاحب اخلاق بھائیوں کی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرے کیونکہ مخلص ومتقی لوگوں کی صحبت انسان کو صدق واخلاص پر آمادہ کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ} (سورۂ توبہ :۱۱۹)۔

ترجمہ :اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

عبادت گذاروں کی رفاقت ومعیت ان کے لئے عبادت کی راہ پیدا کرتی ہے جیسا کہ لہو ولعب میں مبتلا لوگوں کی صحبت ورفاقت غفلت وخدا فراموشی کی راہ ہموار کرتی ہے جیسا کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والے لوگ سگریٹ نوشوں کے طنز وتعریض سے شکست کھا جاتے ہیں اور پہلی حالت میں واپس آجاتے ہیں لیکن اگر وہ صلحاء کی مجلسوں کو اختیار کریں تو وہ اس کے عمل پر ان کی تشجیع بھی کریں اور تکریم بھی اور اس طرح وہ نفسانیت وشیطنت کو زیر بھی کرسکتے ہیں اور اپنے پروردگار کو خوش بھی۔

مطلب ثانی :

مجاہدہ

مدخل :

مشارطہ سے متعلق مقصد سابق کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو گیا ہے کہ ایک بڑی تعداد ان کو انجام دے سکتی ہے جب کہ اپنے عمل میں وہ مخلص ہوں اور تبدیلئ حال کی نیت بھی رکھتے ہوں ہم ان کی نیت پر شبہ نہیں کرتے لیکن اگر مشارطہ کے ان دفعات کے ساتھ مجاہدہ کی قوت نہ ہو تو یہ ساری چیزیں خواہشات خواب وخیال سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں مجاہدۂ نفس ہی وہ محرک ہے جو انسان کو افعال کریمانہ پر ابھارتا ہے اور دناء ت اور پستیوں سے روکتا ہے اور حدود اللہ کو توڑنے سے باز رکھتا ہے لیکن مشارطہ ومجاہدہ کے ساتھ محاسبہ بھی اصلاح حال کے محرکات میں ایک قوی محرک ہے کہ انسان کو یہ محاسبہ کرنا چاہئے کہ آخر ہم نے اپنے پرودگار سے جو وعدہ کیا تھا وہ میں نے وفا کر دیا یا یہ کہ خواہش نفسانی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے خود احتسابی کی یہ کیفیت ہونی چاہئے کہ کیا خواہش نفس کی لگام کو ڈھیلی چھوڑ دی یا یہ کہ اسے عنان تقوی کے ذریعہ قابو میں رکھا ہے مرضیات الٰہی میں اپنی دولت ووقت علم وکوشش کو صرف کیا کہ نہیں اگر اس محاسبہ میں کامیاب رہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے مزید کی توفیق مانگنی چاہئے اور اسی راستہ پر دائم قائم رہنا چاہئے اور اگر محاسبہ میں کامیابی نہ ہو سکی تو پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس پر قابو پانے کی دعا کرنی چاہئے اور نفس کو قرار واقعی سزا دینا چاہئے کیونکہ بین اللہ وبین العبد مشارطہ کے دفعات کو انجام دینے کے سلسلہ میں سرتابی کی اور

اطاعت کیشی کا ثبوت نہ دیا۔ ذیل میں مسئلے مجاہدہ پر گفتگو کروں گا میں نے اپنی کتاب (ثوابت الإیمان بعد رمضان) میں اس بحث کو چھیڑنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی ہم اس مقام پر ترتیب اور بحث تحقیق کے طریقہ کار کو باقی رکھتے ہوئے اس کے بعض فقرات ودفعات کی تخلیص پیش کریں گے۔

اولاً : مجاہدہ کی تعریف

مجاہدہ کی تعریف میں اس طرح کرسکتا ہوں کہ نفس کو ادائے واجبات پہ آمادہ کرنا مکارم واخلاق عالیہ سے آراستہ ہونے کا پابند بنانا محرمات کے قریب بھٹکنے نہ دینا اور مکروہات یعنیات سے بلند ہونے کا عادی بنانا مجاہدہ کہلاتا ہے۔

ثانیا :اصلاح قلوب تک رسائی کے لئے مجاہدہ کی اہمیت واضح کی جارہی ہے

ذیل میں اس کی تفصیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:{**والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وإن الله مع المحسنین**}(العنکبوت :۶۹)۔

ترجمہ : جولوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے۔

یقینا اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو خلیفہ بناتے وقت لکھا :''إن أول ما أحذرک منه نفسک التی بین جنبیک''۔

ترجمہ: سب سے پہلے میں تمہارے نفس سے تمہیں ڈراتا ہوں جو تمہارے پہلو میں موجود ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "**من كرمت عليه نفسه هانت عليه شهوانه**"۔

ترجمہ: جس کیلئے اس کا نفس کریم ہو اس کی خواہشات اس کیلئے آسان ہیں۔

ابن القیم نے فرمایا: "**لا يكون العبد ربانيا الا بالمجاهدة**"۔

ترجمہ: بندہ سوائے مجاہدہ کے کسی اور چیز سے ربانی نہیں ہوسکتا۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں: "**العلم يصلح الفكر والمجاهدة تصلح الشهوة**"۔

ترجمہ: علم انسانی فکر کی اصلاح کرتا ہے اور مجاہدہ شہوتوں کی اصلاح کرتا ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: "**ما عالجت شيئاً أشد على من نفس**" (احیاء علوم الدین للامام الغزالی: ۳/۴۴)۔

ترجمہ: میں اپنے نفس سے زیادہ کسی چیز کا علاج نہیں کرتا۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں: "**ما الدابة الجموح مأحوج إلى اللجام الشديد من نفسک**" (احیاء علوم الدین للامام الغزالی: ۳/۴۴)۔

ترجمہ: چوپائے کو بھی لگام کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر تمہارے نفس کو اس کی ضرورت ہے۔

ثالثاً: عملی مجاہدہ آخر کس طرح کریں

کچھ عمومی قواعد اور خصوص طرز ایسے ہیں جو مجاہدۂ نفس کے سلسلہ میں معاون ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

الف— مجاہدۂ نفس کے سلسلہ میں قواعد عامہ:

ا— دل کے اندر محبت الٰہی کو اس طرح تازہ کرنا کہ محبت الٰہی کے مقابلہ میں جان و مال اہل وعیال کی محبت صحیح معلوم ہو اور یہ چیز اس طرح حاصل ہوسکتی ہے کہ ایک طرف کائنات کے

محاسن فطرت پر غور وخوض کرے اور دوسری طرف ایسی کتابوں کا مطالعہ کرے جو دلوں کے اندر نرمی وگداختگی پیدا کرے اور اوراد واذکار سے رطب اللسان رہے اور راتوں کو قیام لیل کو لازم پکڑے اور وضاہ میں روزہ رکھنے۔

۲ — ظالموں کی دردناک موت فاسقوں کی ہلاکت اور فساد مچانے والوں انجام بد پر غور خوض کر کے خوف خدا دل میں پیدا کرے اور اپنے حالات کا ان فاعافیت اندیش لوگوں کے حالات سے موازنہ کرلے اور اپنے نفس کو ملزم ٹھہرائے اللہ کی نوازش بے پایاں اور اپنی ناشکری پر نفس کو ملامت کرتا رہے اور خوف دلاتا رہے اور کثرت ذنوب پر اسے ڈراتا رہے اور نفس کو موت کے سکرات اور قبر کی تاریکیوں حشر ونشر کی تکلیفوں پل صراط کی ناکامیوں آگ کی بعث اور جہنم کے شعلوں زقوم وکھولتا ہوا پانی اور خطرناک قسم کے آنکڑوں اور جہنمیوں کی دردناک نالۂ وشیون کے سلسلہ میں غور وفکر کرے۔ اس سلسلہ میں ابوالدنیا اپنی کتاب محاسبہ النفس صفحہ ۲۴ میں روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم ہیثمی کہتے ہیں : ''**مثلث نفسی فی الجنة آکل من ثمارها وأشرب من أنهارها وأعانق أبكارها صاثم مثلث نفس فی النار آكل من زقومها وأشرب صديدها وأعالج سلاسلها واغلالها فقلت لنفسی أی شیئ تريدين؟ قالت:أريد أن أرد إلى الدنيا فأعمل صالحاً قال : قلت فأنت فی الأنية فاعملی**''۔

ترجمہ : میں نے اپنے نفس کے سائے میں جنت کی تصویر کشی کیکہ میں جنت کے پھل کھار ہا ہوں اس کی نہروں سے سیراب ہور ہا ہوں اور اس کی حوروں سے بغلگیر ہور ہا ہوں پھر یہ منظر دکھایا کہ میں جہنم میں زقوم کھار ہا ہوں پیپ پی رہا ہوں اور اس کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں تو میں نے اپنے نفس سے دریافت کیا کہ آخران دونوں چیزوں میں سے کون سی چیز تمہیں پسند ہے تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر دنیا میں واپس کر دیا جاؤں تا کہ اعمال صالحہ

کروں تو میں نے اس سے کہا کہ تم اس وقت تمناؤں میں جی رہے ہو لہذا اب عمل کرو۔

۳- سالک نفسانیت کے مقابلہ کے لئے قوت ارادی اور عزم محکم کو کام میں لائے اس سلسلہ میں خوف ورجاء ہیبت ورغبت اور اس بات کا ایقان معاون ہوسکتا ہے کہ بندہ چاہے جس قدر کمزور ہوا گر اپنے رب کی پناہ میں آجائے اور اس سے استعانت کا سوالی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرماتے ہیں حضرت یوسفؑ نے ہوشربا ومبتلا وآزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی : {قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ کَیۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡهِنَّ وَ اَکُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِیۡنَ} (یوسف: ۳۳)۔

یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو بہتر مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جا ملوں گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان مفتون خواتین کے فتنہ کو دور فرما دیا اور انتہائی ہمت وحوصلہ سے مظلومیت لیکن عفت و پاکدامنی کے ساتھ جیل کے دن کاٹے اور پھر جیل میں دعوت وارشاد کی اشاعت میں مشغول رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے محض ان کے تقوی اور صبر جمیل کی وجہ سے اس مظلومیت سے نکال کر قوت واقتدار کے مسند پر فائز کر دیا شاید کسی حد تک اس سلسلہ میں امام بخاری کی روایت کردہ یہ حدیث معاون ہو جس کو حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : **"قال النبی ﷺ سألتم الله فاسئلوا الفردوس فإنه أوسط الجنة وأعلى الجنة"** (صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین : ۶/۸۷)۔

ترجمہ : آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو کیونکہ وہ جنت اعلیٰ ترین اور افضل ترین جنت ہے۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو اور خود اپنی ذات کو ان اشعار سے تذکیر کروں

ایک شاعر کہتا ہے :

لأستهلن الصعب أو أدرک المنی

فما انقادت الآمال إلا لصابر

ترجمہ : میں مشکلات کو آسان سمجھتا رہوں گا یہاں تک کہ اپنی تمناؤں کو حاصل کرلوں کیونکہ تمنائیں صابر متحمل لوگوں کی ہی پوری ہوتی ہیں۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے :

أبارک فی الناس أهل الطموح ومن یستلذ رکوب الخطر

ومن لا یحب صعود الجبال یعش آبد الدهر بین الحفر

ومن لم یعانقه شوک الحیاة تبخر فی جوها واندثر

میں لوگوں میں حوصلہ مند شخص کے لئے دعاء برکت کرتا ہوں اور اس شخص کے لئے جو خطرات کو گلے لگا لیتا ہو اور جو شخص کوہ پیمائی کو پسند نہیں کرتا ہو ہمیشہ کنویں کا مینڈک بنا رہتا ہے۔ اور جو کانٹوں سے نہیں الجھتا تو اس کی فضا میں بھٹکتا رہتا ہے اور مٹ جاتا ہے۔

ایک شاعر نے یوں کہا ہے :

لا تحسبن المجد تمراً أنت أكله

لن تبلغ المجد حتى تلعق الصبرا

کمال و بزرگی کوئی کھجور نہیں ہے کہ تم آسانی سے کھالو مجد و بزرگی تک تمہاری رسائی ممکن نہیں جب تک حنظل کی تلخی برداشت نہ کرو۔

ب—مجاہدۂ نفس کے سلسلہ میں کچھ خصوصی تدبیریں

یہ کچھ تدبیریں ہیں جو خصوصی کہلانے کی مستحق ہیں اور اس کی نافعیت اسی وقت سامنے

آسکتی ہیں جب کہ اللہ کے ساتھ بندہ کا اخلاص کامل ہو مزید یہ کہ انسان کو اپنے ضعف وقوت کے پہلوؤں سے واقف بھی تا کہ اپنے نفس کو ان مقامات سے دور رکھ سکے جن مقامات کے سلسلہ میں اسے اندازہ ہو کہ وہاں اس کے نفس پر نفسانیت غالب آسکتی ہے اور راہ صواب وہدایت سے دور ہوسکتی ہے ان وجوہات کی وجہ سے مجاہدہ نفس سے متعلق کچھ خصوصی مثالیں پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ اگر کوئی شخص چائے کافی قہوہ یا کسی اور مشروب کا عادی ہو تو ایسے شخص کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اس طرح کی عادتوں کا غلام نہ بنے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے :
''**أفضل عادة ألا تكون لك عادة**'' بہترین عادت وہ ہے جو صاحب عادت پر غالب نہ ہو۔

۲۔ کبھی کبھی دسترخوان پر آیا ہوا مرغوب ولذیذ کھانے سے گریز کرے اس طرح لذیذ ترین کھانوں کے سلسلہ میں پرہیز کرے غلبۂ نفس کا علاج کرنا چاہئے۔

۳۔ اگر کسی بھائی یا بہن کے مزاج میں اسراف وفضول خرچی موجود ہوحتی کہ مصارف خیر میں بھی اس روش پر قائم رہتا ہو تو ایسے شخص کو چاہئے کہ تھوڑا تھوڑا پس انداز بھی کرتا رہے اور اگر کس کے مزاج میں حرص وبخل ہے تو ضروری ہے کہ ایسا شخص اپنی ذات اہل وعیال اور خدمت خلق میں لگے ہوئے اداروں پر خرچ کرے اور وسعت وفراخی کا مظاہرہ کرے۔

۴۔ اگر کسی کو معلوم ہو کہ اس کا مزاج آتشیں ہے اس کا اثر دیر تک رہتا ہے تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کا جائزہ لیتا رہے اور دل میں یہ خیال کرے کہ قوی وغالب وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے اگر اس کا نفس غیر اللہ کے سلسلہ میں غصہ وغضب میں مبتلا ہو تو صیام وقیام کے ذریعہ اس کا علاج کرے اور پسندیدہ چیزوں سے اپنے کو محروم رکھے اور اپنے نفس کو یہ سزا دے کہ فوری طور پر منفعل ہو جائے اور فریق مقابل سے فوراً معذرت کرے کیونکہ دونوں میں بہترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

۵۔ اگر طویل طویل وقفہ تک خاموشی اور کم سخنی کسی کی فطرت میں داخل ہے حتی کہ اس

کی بیوی کھانے کے بعد سنورنے یا کوئی اچھا لباس پہننے کے بعد تعریف وتوصیف کے ایک دو جملے کی منتظر رہتی ہے بلکہ ایک ایک لفظ کے لئے ترستی ہے تو پھر ایسے شخص کو چاہے کہ اپنے نفس پر دباؤ ڈالے اور ایسے مواقع پر حسن تعریف سے نہ چوکے اور پوری طرح القضات کرے اور یہ سمجھے کہ جس نے کسی گھر والے کو خوش کیا تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں اور اگر باتونی ہو تو پھر ایسے شخص کو چاہئے کہ سماعت کی عادت ڈالے اور کم سخنی کا مظاہرہ کرے اور زبان کو قابو میں رکھے اور معاذ بن جبلؓ سے مروی سنن ترمذی کی یہ حدیث سامنے رکھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"شکلتک أمک یامعاذ وھل یکب الناس فی النار علی وجوھم أو علی مناخرھم إلا حصائد السنتھم"** (سنن الترمذی کتاب الإیمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی مرتۃ الصلاۃ ۲۴۸/۷)۔

اے معاذ تمہاری ماں روئے کیا لوگوں کو منہ کے بل جہنم میں سوائے زبان کے کوئی اور چیز ڈالے گی اور ممکن ہو سکے تو طویل خلوت نشینی اور عزلت گزینی کو اختیار کر کے اپنے نفس کا علاج کرے، کیونکہ خلوت خاموشی کے لئے معین ومددگار ہے سوائے ذکر الٰہی اور انعامات الہیہ کی فکر وذکر کر کے۔

۶ ـــ بعض بہن اور بھائی ایسے ہیں انھیں پڑھنا پسند نہیں اور کتاب کی ایک فصل پڑھتے پڑھتے ان پر اکتاہٹ طاری ہو جاتی ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ منتشر اوراق پڑھنے کے بجائے نصاب کی کتاب پڑھیں۔ اور بعض چھوٹی کتابوں کی تکمیل کریں پھر بتدریج بڑی کتابوں کی طرف توجہ کریں اور یہ سوچیں کہ لوگوں میں بہترین ہم نشیں یہ کتاب ہے اور اللہ کی وحدانیت کے سلسلہ میں اہل علم ملائکہ کے زمرہ شامل ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {**شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ**} (آل عمران: ۱۸)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

جلال الدین سیوطی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**الناس رجلان عالم ومتعلم ولا خیر فیما سواھما**" (جامع المسانید المراسیل للسیوطی المنقطع: ۵/۸)۔

ترجمہ: لوگوں کی دو قسمیں ہیں یا تو عالم یا متعلم اس کے علاوہ کسی میں کوئی خیر نہیں۔

۷۔ اگر کسی بھائی کی عادت ہو کہ تیز رفتار گاڑی چلاتا ہو تو دل میں طے کرے کہ اس ہفتہ میں تیز رفتاری کے ساتھ نہیں چلاؤں گا اور پھر بھی ایسا ہوتا ہے تو بغیر گاڑی کے طویل مسافت کو طے کرے یا پسندیدہ مشروب لذیذ کھانے سے اپنے نفس کو محروم رکھے یا پھر کوئی چیز صدقہ کرے۔

مصرف خیر میں خرچ کرنے کی عادی ہو جائے

۸۔ اگر کوئی شخص صرف نماز پنجگانہ کے لئے وضو کرتا ہو تو اسکو اللہ تعالیٰ کی یہ آیت مدنظر رکھنی چاہئے: {**اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْن**} (البقرۃ: ۲۲۲)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

لہذا اپنے پرودگار سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ ایسا ہمیشہ باوضو رہے گا جب بھی وضو ٹوٹے گا وہ فوراً وضو تازہ کرے گا چاہے نماز کے لئے ہو یا کھانے کے لیے یا پڑھنے کے لئے یا گھر سے باہر نکلنے کے لئے تاکہ ہمیشہ سلاح ایمان سے لیس رہے اور شیطان کے وساوس پر قدرت حاصل رہے اور خدائے رحمن سے وصال کے لئے تیار رہے۔

۹ــ جو شخص عقلاً قلباً عبادات کے فضائل سے مطمئن ہو جائے تو انھیں یہ طے کرنا چاہئے کہ تین دن کے رزوے اور رازدارانہ صدقات وانفاق اور اسی طرح اذکار واوارا کے دوام پر قائم رہے: امام بخاریؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "أن رسول الله قال: إن أحب الأعمال أدمها إلى الله وإن قل" (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومۃ علی العمل ۱۳ / ۸۳)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل دوام عمل ہے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰ــ اگر کسی پر عورتوں کا حسن وجمال اور اس کی شہوت فلموں اور استہاروں پر فریفتگی بڑھی ہوئی ہو تو ایسے شخص کو تیزی کے ساتھ روزہ کی طرف بڑھنا چاہئے کیونکہ روزہ شہوتوں کے لئے توڑ کی حیثیت رکھتا ہے اور اہل وعیال پر شفقت وملاطفت کا معاملہ کرے اور حلال چیزوں کی طرف یتزی سے بڑھے اور اگر رشتہ ازدواج سے منسلک نہ ہو تو فوراً منسلک ہو جائے اور ایسی مشغولیات میں اپنے کو مشغول رکھے جو اس کے اعصاب اور افکار پر غالب اور طاری رہے اور کبھی فارغ اور بےفکر نہ بیٹھے کہ اس کی عفت پاکدامنی فاسد ہو جائے۔

خلاصہ

۱— باعتبار تخلیہ توبہ کے بعد باعتبار تحلیہ مشارطہ ہے دراصل یہ بین العبد اور ربہ کا ایک قسم کا معاہدہ ہے جس میں انسان اللہ کے حضور میں اپنے کو واجبات ومندوبات کی ادائیگی محرمات ومکروہات کے ترک کرنے پر اپنے آپ کو پابند کرتا ہے حتی کہ بندہ رنگ سجانی میں رنگ جاتا ہے۔

۲— مشارطہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ خلوت وقطع علائق کا اپنے کو پابند کرتا ہے دانا دوستوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے علماء وربانی دعاۃ سے مشورہ لیتا ہے تاکہ اس کی ذات میں خیر کے جو پہلو موجودہ ہوں اس کی آبیاری کی جائے اور ضعف کے جو پہلو ہوں ان کا تدارک کیا جائے۔

۳— مزید اس میں مشارطہ کی ایک قسم مشارطہ عامہ ہے جس کی ابتدا اور عبادات اخلاقیات، معاشرت معرفت فرائض ونوافل دعوت سے ہوتی ہے حتی کہ انسان ربانین کی خصوصیات ومحاسن کو اپناتا ہے اور یہ سارے جتن تزکیۂ نفس اور اصلاح معاشرہ کے لئے کرتا ہے۔

۴— مشارطہ خاصہ میں سالک کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے مرض حقیقی کی شناخت کرے اور اپنی خوبیوں اور خامیوں کا ادراک کرے جیسے صفت غضب وغصہ یا کسی کے اندر حرص وآز۔ ہر مرض کے علاج کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہے لیکن حریص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے کو اطباء کے حوالہ کردے اور امراض کے علاج کے لئے کیا طریقہ اپنایا جائے اس کا فیصلہ خود نہ کرے اور اس راہ میں کچھ مشقتوں کو بھی برداشت کرے تاکہ قلوب کی تطہیر اور اخلاقی پاکیزگی حاصل ہو سکے عقلی پختگی اور جسمانی توانائی بھی حاصل ہو سکے۔

۵— اس مشارطہ کی بہت سی عملی رکاوٹیں بھی ہیں جن میں اہم ترین رکاوٹ یہ ہے کہ

انسان پہلے ہی فیصلہ کر بیٹھے کہ احکامات شرعیہ کا نفاذ اپنی ذات پر نہیں کرسکتا اور وہ اس کا محتمل نہیں ہوسکتا اور اگر نفاذ شریعت کا آغاز کرے گا بھی تو اس کی تکمیل نہیں کر سکے گا اور پلٹ کر پچھلی زندگی کی طرف عود کر آئے گا ان ہی رکاوٹوں میں یہ بھی ہے کہ ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف منتقل ہونے کی خواہش میں مشارطہ کے سلسلہ میں غلو سے کام لے یا غلط صحبت اختیار کرے جو اسلامی زندگی کے لئے معاون نہ ہو سکے لیکن بات یہ ہے کہ ہر عمل صدق عمل کا محتاج ہے۔

۶ـ اگر مجاہدہ نفس نہ ہو مکارم ومحاسن پر نفس کو آمادہ نہ کیا جائے اور دناءت کے کاموں اور محرمات کے ارتکاب سے اسے سختی سے روکا نہ جائے مشارطہ کی یہ ساری کوششیں تمنائے خام اور تصورات وخواب سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں یہ ساری چیزیں نفس کو زیر کرنے کی طالب ہیں تا کہ اسے دین کے راستہ پر چلانا آسان ہو جائے۔

۷ـ مجاہدہ نفس کے لئے قواعد عامہ میں حب الٰہی اور خوف خدا کو دل کی گہرائیوں میں پیدا کرنا اور نفس کو مستحکم ارادہ کے لئے تیار کرنا بھی ضروری ہے تا کہ طبیعت ومزاج شریعت مطیع ومنقاد ہو سکے اللہ تعالیٰ نے جن احکامات کو بندوں کے لئے لازمی قرار دیا ہے اسے اپنی زندگی پر نافذ کر سکے۔

۸ـ مجاہدہ نفس کے سلسلہ میں بعض خاص قسم کے ضوابط ہیں جیسے بعض حلال مرغوب غذاؤں سے نفس کو محروم رکھنا اور یاوہ گوئی ولغو کلامی سے گریز اور کثرت منام سے اجناب عامۃ الناس سے قطع تعلق تا کہ سالک کو خوشنودی مولد حاصل ہو سکے۔